



احمقوں کی جنّت

مصنّف : شنکر

انگریزی ایڈیشن : 1986
اُردو ایڈیشن : 2000, 2010, 2014
تعدادِ اشاعت : 1000

قیمت : 30.00 روپے

The Urdu edition is published by the National Council for Promotion of Urdu Language, M/o Human Resource Development, Department of Higher Education, FC-33/9, Farogh-e-Urdu Bhawan, Institutional Area, Jasola, New Delhi-110025, by special arrangement with Children's Book Trust, New Delhi and printed at Indraprastha Press (CBT), New Delhi.
Sale Section: National Council for Promotion of Urdu Language, West Block-8, R.K. Puram, New Delhi-110066

احمقوں کی جنّت

مصنّف : شنکر
مصوّر : ریبوتی بھوسن
مترجم : ڈاکٹر شریف احمد



چلڈرن بک ٹرسٹ　　قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان　　بچوں کا ادبی ٹرسٹ



بھُنی ہوئی مکئی

ایک کسان کی بیوی کو ایک بار ٹوکری بھر بھُنی ہوئی مکئی اپنی ماں سے ملی۔ اُس نے مکئی کے کچھ دانے اپنے شوہر کو دے دیے۔ جسے وہ بے حد پسند آئے۔

”دیکھو جی“ اُس نے اپنی بیوی سے کہا: ”انھیں ذرا حفاظت سے رکھنا۔ ہم انھیں بوئیں گے اور اس طرح ہمیں آسانی سے پوری فصل مل جائے گی۔

چناں چہ اس نے کھیت جوتا اور بھُنی ہوئی مکئی بُو دی۔ اسے اُمّید تھی کہ اس طرح مکئی اُگ آئے گی، اور پوری فصل مل جائے گی۔

اُس نے کئی دن انتظار کیا کہ مکئی اُگ آئے، لیکن کچھ بھی نہ اُگا۔

اور پڑوس کے لوگ اس پر خوب ہی تو ہنسے۔





گاؤں والے کی گائے

ایک گاؤں والے کے پاس ایک گائے تھی۔ جو روزآنہ پانچ کلو دودھ دیتی تھی۔ گاؤں والا دودھ بیچ دیتا تھا، اور یوں اُس کی گزر بسر خوب ہوتی تھی۔

اُس گاؤں کے پاس ایک شادی ہوئی، تو کچھ لوگ گاؤں والے کے پاس یہ معلوم کرنے آئے کہ وہ اُنھیں کتنا دودھ فراہم کر سکتا ہے۔

"آپ کو ضرورت کتنے دودھ کی ہے؟ میں ضرور فراہم کر دوں گا۔"

گاؤں والے نے جواب دیا۔

"کیا آپ ہمیں پچاس کلو دودھ دے سکتے ہیں؟"

ان لوگوں نے پوچھا

"ہاں، ہاں! بہت آسانی ہے۔"

"خوب! تو پھر ہم آپ پر بھروسہ رکھیں گے۔"

"آپ کو چاہیے کب؟" ۔

"ہمیں پندرہ دن کے بعد چاہیے۔"

"دودھ تیّار رہے گا۔ کسی آدمی کو لینے بھیج دینا۔" گاؤں والے نے کہا۔

بس اُسی دن سے گاؤں والے نے گائے کو خوب کھلانا شروع کر دیا اور دودھ دوہنا بند کر دیا۔ کیوں کہ وہ چاہتا تھا کہ گائے کے اندر خوب سارا دودھ جمع ہو جائے۔

مقررہ دن، جب لوگ دودھ لینے پہنچے، تو گاؤں والے نے گائے کو دُوہنا شروع کر دیا۔ لیکن دودھ نکلا ہی نہیں۔ یہ بات جس نے بھی سُنی، بغیر ہنسے نہ رہ سکا۔



بیوقوف پجاری

مندر کے تالاب میں بچّے نہا رہے تھے۔ وہ کھیل بھی رہے تھے اور شُور بھی مچا رہے تھے۔
پُجاری کو یہ بات پسند نہ آئی۔ وہ بچّوں پر خوب چلّایا اور اُنھیں وہاں سے نکال دیا۔
مندر کے مالک کو پُجاری کی یہ حرکت اچھی نہ لگی اور اُس نے پجاری کو نکال دیا۔



پُجاری غُصّے سے بھر گیا اور اُس نے بدلہ لینے کی سوچی۔
اُس نے اپنا سارا سامان سمیٹ کر اور آگ لگانے کی تیّاری کر ڈالی اور رات کا انتظار کرنے لگا۔
جب پُجاری مندر سے نکلا تو آدھی رات ہو چکی تھی۔ جاتے جاتے اُس نے تالاب کے ایک کنارے پر آگ لگائی اور جان بچا کر بھاگا۔
کئی سال بیت گئے۔ پُجاری، ایک سنیاسی کے بھیس میں وہاں آیا۔ اُس نے مندر کے ایک نوکر سے پوچھا: ''پُرانے پُجاری کا کیا ہوا؟''
''ارے وہ، وہ تو کئی سال پہلے نکال دیا گیا تھا۔'' نوکر نے کہا۔
''اس نے تو مندر کو تباہ کرنے کے لیے اس کے تالاب میں آگ لگا دی تھی؟''
''پانی سے بھرے تالاب میں ــــ اور آگ؟'' یہ کہتے ہوئے نوکر خوب ہنسا۔





کھجور

ایک گاؤں میں کھجوروں کا ایک کھیت تھا۔
ایک دن کھجور کا ایک درخت گر پڑا۔ کچھ لوگوں نے اس میں سے کچھ کھجوریں توڑ لیں۔
انھیں صاف کر کے سلیقے سے پیکٹ میں رکھ کر بادشاہ کے حضور میں تحفے کے طور پر بھیج دیا۔
بادشاہ کو کھجوریں پسند آئیں اور اس نے گاؤں کے لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔

بادشاہ کی تعریفوں سے خوش ہو کر، لوگوں نے چاہا کہ بادشاہ کو اور کھجوریں بھیجی جائیں۔ لیکن کیسے ؟ کھجوریں حاصل کرنے کے لیے کھجور کے پیڑ کو گرانا پڑے گا۔ چناں چہ انھوں نے کئی پیڑ کاٹ کر گرا دیے اور خوب کھجوریں اکٹھا کر لیں۔ پھر، گرے ہوئے پیڑوں کو اُگنے کے لیے دوبارہ اُٹھا کر کھڑا کرنا شروع کر دیا۔

آس پاس کے لوگوں نے دیکھا تو خوب ہنسے۔



ساس کے گھر میں

ایک نوجوان شخص، شادی کے بعد پہلی بار اپنی سُسرال آیا۔
اُسے بھوک لگی تھی۔ ایک کمرے میں داخل ہو کر اُس نے ایک برتن میں کچّے چاول رکھے دیکھے۔ اُس نے مُٹھّی بھر چاول لیے اور منہ میں بھر لیے۔
اُسی وقت اُس کی ساس آگئی۔ وہ شخص سخت شرمندہ ہوا۔ اب وہ چاول نہ نگل سکتا تھا، نہ اُگل سکتا تھا، نہ ہی کچھ بول سکتا تھا۔



اُس کی ساس نے اس کے پھولے ہوئے گال دیکھ کر اپنے شوہر کر بُلا لیا۔
داماد کی یہ حالت دیکھ کر اُس کے سُسر نے ڈاکٹر کو بُلا لیا۔
ڈاکٹر کو اُس کے پھولے ہوئے گالوں پر رسولی کا شبہ ہوا۔ اُس نے، اس کا سر پکڑ کر اُس کے منہ کو زور سے دبا کر کھولا۔ چاولوں کے دانے باہر نکل پڑے۔
اِدھر اُدھر کھڑے لوگ دل کھول کر، ہنسے۔



غلط پہنے گئے زیورات

گاؤں کے ایک نو بیاہتا آدمی نے اپنے گھر کے قریب زمین کھودی، تو اُس میں سے قیمتی زیورات بر آمد ہوئے۔ وہ خوشی سے جھوم اُٹھا اور زیورات اپنی نوجوان بیوی کو دے دیے۔ لیکن اتنے خوبصورت زیورات کسی نے پہلے کبھی دیکھے ہی نہ تھے۔ انھیں پہنا



کس طرح جائے ؟ یہ بھی کسی کو معلوم نہ تھا۔ گاؤں میں میلا لگ رہا تھا۔ ان لوگوں نے سوچا کہ میلے میں چلنا چاہیے۔ نوجوان لڑکی نے میلے میں، اپنے شوہر کی مدد سے سارے ہی زیورات پہن لیے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کنگن کانوں میں، ہار کمر میں، پیٹی سر پر اور پازیب کلائیوں میں پہن لی تھی۔

جب وہ میلے میں پہنچے تو لوگوں نے انھیں گھیر لیا اور ہنسنا شروع کر دیا۔



میٹھا املتاس

ایک زمیندار نے نیا نوکر رکھا۔ اُسے پاس بُلایا اور کہا؛" مجھے میٹھے املتاسوں کا بے حد شوق ہے۔ اس لیے باغ میں جاؤ اور جتنے املتا مل سکیں، میرے پاس ایک ٹوکری میں لے آؤ۔"
نوکر باغ میں گیا اور وہاں اس نے بڑی تعداد میں املتا دیکھے۔ لیکن یہ نہیں سمجھ سکا کہ ان میں میٹھے کون سے تھے۔
آخر اُس نے سوچا کہ مٹھاس دیکھنے کے لیے تھوڑا سا املتا کاٹ کر اور چکھ کر دیکھا جائے۔
اُس نے املتا اُٹھایا اور منہ سے تھوڑا سا کاٹ کر دیکھا:



"یہ ٹھیک ہے۔ میٹھا ہے۔ لیکن باقی کیسے ہوں گے ؟" اُس نے خود سے پوچھا۔ سب کو اسی طرح کاٹ کاٹ کر کیوں نہ دیکھا جائے ؟ اس کے علاوہ اور کوئی ترکیب نہیں۔ اُس نے بہت سے املتا جمع کر لیے اور اُنھیں ٹوکری میں رکھ کر زمیندار کے پاس جا پہنچا۔

"مالک ! یہ سبھی املتا بہت میٹھے ہیں۔"

"تمھیں کیسے معلوم ہوا ؟"

"میں نے سب کو چکھ کر دیکھ لیا ہے۔"

زمیندار نے دیکھا کہ سارے املتا اَدھ کھائے تھے۔ مارے غُصّے کے اس نے نوکر کو اپنے سامنے سے بھگا دیا۔



گاؤں والا اور اس کا بیٹا

گاؤں والے نے اپنے بیٹے سے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ کل صبح تم شہر چلے جاؤ۔''

''ضرور، پتاجی۔ اور میں واپس کب تک آجاؤں؟''

''شام تک۔''



گاؤں والے کے جاگنے سے پہلے ہی، بیٹا شہر کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور شام ہوتے ہوتے، وہ تیزی سے بھاگتا ہوا گاؤں واپس بھی آ گیا۔

"تم نے شہر میں کیا کیا؟"

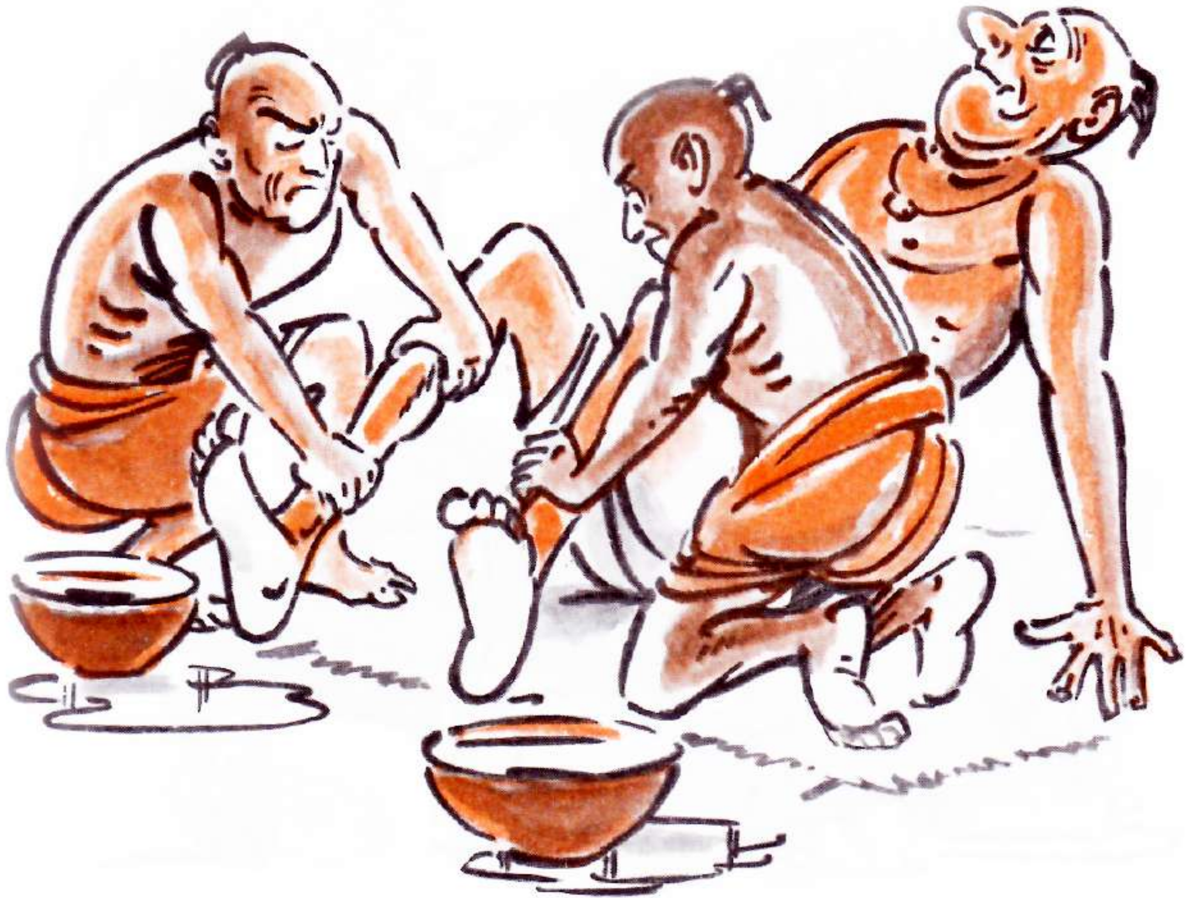
"آپ نے کہا تھا کہ شہر جاؤ اور واپس آ جاؤ۔" بیٹے نے جواب دیا۔

"اور، میں نے وہی کیا۔"



دوشاگرد

اُستاد نے اپنے دوشاگردوں سے کہا کہ میری ٹانگوں کی مالش کرواور ہر شام کوانھیں دھویا کرو۔
ہر شاگرد نے ایک ایک ٹانگ کا کام اپنے ذمّے لے لیااور باقاعدگی سے کرنا شروع کر دیا۔
ایک دفعہ ایک شاگرد کو کسی کام سے باہر گاؤں جانا پڑا۔ لہٰذا اُستاد نے دوسرے شاگرد سے کہا کہ میری دوسری، ٹانگ کی مالش بھی کر دو۔
''میں دوسری ٹانگ کی مالش نہیں کر سکتا۔ یہ کام دوسرے لڑکے کا ہے۔''
اُس نے جواب دیا۔



لیکن اُستاد نے اصرار کیا۔ لڑکے نے دوسری ٹانگ کی مالش بھی کردی۔ لیکن مالش اتنے زور سے کی کہ ٹانگ کے کچھ حصّے جگہ جگہ سے سوج گئے۔ نتیجے میں استاد کو اپنی ٹانگ بندھوانی پڑی اور یوں وہ سخت تکلیف میں پڑ گیا۔

اگلے دن، جب دوسرے شاگرد نے آکر یہ حالت دیکھی تو سخت ناراض ہوا۔ دوسری ٹانگ کی مالش کرتے ہوئے اُس نے ایک پتھر اُٹھا کر زور سے ٹانگ پر دے مارا۔

اُستاد درد سے چیخ اُٹھا۔



صندل

ایک دولت مند تاجر کا بیٹا، اپنے باپ کا پیشہ اپنانا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ ایک میلے میں پہنچا اور اُس نے بہت سی چیزیں یہ سوچ کر خرید لیں کہ وہ انھیں منافع پر بیچ دے گا۔ ان چیزوں میں صندل کے بہت سے خوشبودار تختے بھی شامل تھے۔

کچھ دن بعد، وہ ایک اور میلے میں پہنچا اور وہاں اس نے علاوہ قیمتی صندل کے تختوں کے، اور ساری چیزیں بیچ دیں۔



اُس نے دیکھا کہ ایک دوکان پر لکڑی کا کوئلہ بڑی تیزی سے اور اچھے داموں پر بِک رہا تھا۔ ایک دم سے اُسے خیال آیا۔ اُس نے صندل کے تختوں میں آگ لگادی اور وہ سب کوئلہ بن کر رہ گئے۔ کوئلوں کو اُس نے بیچ دیا۔ گھر پہنچ کر اُس نے اپنے بہترین بیچنے والا شخص ہونے کی تعریف کی۔ لیکن لوگ اس کی اس حرکت پر خوب ہنسے۔



قیمتی تھیلے

ایک بار ایک تاجر اپنے ملازموں کے ساتھ، ایک اونٹ پر بیش قیمت کپڑوں کے تھیلے لادے، سفر کر رہا تھا۔ تاجر نے محسوس کیا کہ اونٹ پر بوجھ کچھ زیادہ ہو گیا تھا۔ اس نے سوچا کہ ایک اونٹ اور لایا جائے۔ اس لیے اس نے اپنے ملازموں سے کہا: "تم سب یہاں ٹھہر کر میرا انتظار کرو۔ میں ایک اونٹ اور لے آتا ہوں۔ اس درمیان میں اگر بارش ہو تو قیمتی چمڑے کے تھیلوں کی حفاظت کرنا، یہ کہہ کر تاجر روانہ ہو گیا۔



اچانک آسمان پر بادل آگئے اور بارش ہونے لگی۔

"ہمارے مالک نے کہا تھا کہ اگر بارش ہونے لگے تو چمڑے کے تھیلوں کی حفاظت کرنی ہے۔ ملازمین چلاّئے۔ انھوں نے تھیلوں میں سے جلدی جلدی کپڑے نکالے اور تھیلوں کو خوب لپیٹ دیا۔ اس سے تھیلے تو محفوظ رہ گئے لیکن کپڑے خراب ہوگئے۔





ٹپکتا برتن

ایک شخص نے ایک نیا ملازم رکھا۔ اس نے ایک دن اُسے بُلایا اور کہا: ”دیکھو، بازار جاؤ اور میرے لیے ایک برتن میں تیل لے آؤ۔“

ملازم تیل لے کر لوٹ رہا تھا کہ اُسے کچھ دوست مل گئے۔ وہ اُسے ستانا چاہتے تھے۔ انھوں نے کہا: ”تیل سنبھالو، برتن ٹپک رہا ہے۔“

ملازم نے گھبرا کر برتن ایک دم اُلٹا کیا، یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا واقعی وہ ٹپک رہا تھا۔ سارا تیل زمین پر گر گیا۔ اس کے دوست اپنی ہنسی نہ روک سکے۔



